ہیں۔ قارئین کی اکثریت شبلی' اقبال' مودودی' سلیمان ندوی' ابوالکلام اور مولانا دریا بادی سے متاثر ہے۔ پسندیدہ کتابوں میں قرآن حکیم' جاوید نامہ (اقبال) رسالہ دینیات (مودودی) لامیزیبلز (ہیوگو) سرفہرست ہیں۔ ایک صاحب نے پتے کی بات کہی ہے: "جو حضرات علمی کام کرنا چاہیں' انھیں ہمیشہ نوٹ بک ساتھ رکھنی چاہیے اور حوالے برابر نوٹ کرتے رہنے چاہییں"۔ اس کے ساتھ ساتھ دانش وروں کے جوابات میں کچھ عبرت کے پہلو بھی ملتے ہیں۔ مثلاً بعض حضرات پریشان ہیں کہ عمر کے آخری حصے میں اگر ان کی کتابیں کسی اچھے کتب خانے میں نہ پہنچیں تو ان کے بعد وہ ردی میں فروخت ہوں گی یا کیڑوں کی خوراک بنیں گی" (ص ۲۰۰)۔

اصل عبرت انگیز بات تو مولانا وحید الدین خاں صاحب کی یہ رائے ہے کہ "دور جدید کے مسلم مصنفین میں سے کوئی مصنف مجھے پسند نہیں۔ ان میں سے کسی کی کتاب میرے نزدیک علمی اسلوب پر نہیں" اور "مجھے کوئی ادیب یا شاعر پسند نہیں۔ ادب اور شاعری کو میں ایک فطری صلاحیت کا غلط استعمال" اور ادبی مطالعے کو "ضیاع وقت" سمجھتا ہوں (ص ۲۱۱)۔

ہمارا خیال ہے کہ مجموعی طور پر یہ کتاب قارئین کے لیے مفید و معلومات افزا اور سبق آموز ہے۔ (ر - ۵)

تحریک اسلامی' طریق و ترجیحات (حصہ اول): ڈاکٹر یوسف القرضاوی۔ ترجمہ: عبدالغفار عزیز۔
ناشر: ادارہ معارف اسلامی کراچی۔ صفحات: ۴۰۱۔ قیمت: درج نہیں۔

تحریک اسلامی اپنا ابتدائی دور گزار کر دنیا کے مختلف ممالک میں اس مرحلے میں داخل ہوگئی ہے کہ اس کے مسائل غیروں کے ساتھ ساتھ اپنوں کے لیے بھی موضوع بن گئے ہیں۔ تحریک کی وسعت اور نئے زمانے کے چیلنجوں نے تحریک کے لیے نئے مسائل پیدا کیے ہیں' اور ان کا حل باہمی غوروفکر اور رہنمائی چاہتا ہے۔ جو مسائل اب تک اجتماعات کی چار دیواریوں میں محدود تھے اب کتابوں کی کھلی دنیا میں آگئے ہیں۔ تحریک اسلامی کو درپیش مسائل کے حوالے سے خرم مراد اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ یوسف قرضاوی کی یہ کتاب ایک اچھا اور مفید اضافہ ہے۔ عالم عرب کی اسلامی تحریکوں کے پس منظر میں لکھی گئی اس کتاب کے ترجمہ نے ہندوپاک کی تحریک اسلامی کے عام افراد تک سوچنے کے بہت سے نکات پہنچائے ہیں۔

ہر منظم تحریک کے لیے' جسے اپنے انسانی اور مالی وسائل کے مسئلے کو منصوبہ بندی سے خرچ کرنا چاہیے' ترجیحات کا مسئلہ نہایت بنیادی مسئلہ ہے۔ صرف کچھ نہ کچھ کرتے رہنا' کام نہیں ہے بلکہ مقصد کو سامنے رکھ کر ہدف کا تعین کرنا اور قرآن و سنت کی رہنمائی میں زمانہ جدید کے تمام مباح طریقوں کو اختیار کرتے ہوئے حکمت عملی ترتیب دینا اور اس کے مطابق جدوجہد کرنا دراصل کام

ہے ۔ فاضل مصنف نے فقہ جدید کی تشکیل پر زور دیا ہے اور "فقہ موازنہ اور فقہ ترجیحات کا تصور پیش کیا ہے ۔فقہ سے مراد وہ فقہ نہیں ہے جسے فقہ کے معروف اصطلاحی لفظ سے یاد کیا جاتا ہے بلکہ وہ مراد ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے یعنی لیفقھوا فی الدین ۔حکمت دین کا لفظ غالباً ان کے تصور فقہ کو بہتر ادا کرتا ہے ۔مصنف نے تحریک اسلامی کی توسیع 'تاجروں میں اور محنت کشوں میں کام خصوصاً خواتین میں کام کے بارے میں عملی مسائل اور مروجہ طریق کار کے حوالے سے فکر انگیز بحث کی ہے ۔ان کی سب باتوں سے سب کا اتفاق ضروری نہیں 'لیکن ان کی باتوں پر کھلے ذہن سے غور وفکر ضرور ہونا چاہیے ۔ آخر وہ لوگ بھی ہیں جو امیر المومنین کے تاحیات تقرر ہی کو اسلام کی روح اور انتخاب کی مدت کو بدعت قرار دیتے ہیں ۔مصنف نے سیرت اور سنت کے فرق کو واضح کر کے بہت سے امور میں راہ نمائی دی ہے ۔اس کتاب کا حق تھا کہ اسے بہت اچھی طرح پیش کیا جاتا ۔ (مسلم سجاد) ۔

تحریک پاکستان میں علما کا سیاسی و علمی کردار : ڈاکٹر ایچ بی خان ۔ ناشر: الحمد اکادمی ۲ ۔جے ۱/۱۸ ناظم آباد کراچی ۔ صفحات: ۴۴۸ + ۱۴ ۔قیمت: ۱۵۰ روپے ۔

علمائے کرام ہمارے معاشرے کا ہمیشہ سے نہایت فعال اور موثر حصہ رہے ہیں لیکن اجتماعی زندگی کے حوالے سے ان کے کردار کی قدر و قیمت کا جائزہ لینے کی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی ۔ان کی دینی 'علمی اور تعلیمی خدمات کے تذکرے تو بہت لکھے گئے لیکن معاشرتی اور سیاسی میدانوں میں ان کی خدمات کا کماحقہ احاطہ نہیں کیا گیا ۔اب تک اس سلسلے میں جو تصانیف سامنے آئی ہیں ان میں شیخ محمد اکرام کی "موج کوثر" 'ضیاء الحسن فاروقی کی انگریزی کتاب مدرسہ دیوبند اور مطالعہ پاکستان 'مولانا محمد میاں کی "علمائے ہند کا شاندار ماضی" اور "علمائے حق" ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی انگریزی کاوش Ulema in Politics شامل ہیں ۔ نیز 'مولانا طفیل احمد منگلوری کی تصنیف "مسلمانوں کا روشن مستقبل" وغیرہ میں بھی اس موضوع پر مواد ملتا ہے لیکن برعظیم کی سیاست ملی میں علما کے کردار کے بھرپور جائزے کی ضرورت ابھی تشنہ تکمیل تھی ۔ ڈاکٹر ایچ بی خان نے اس موضوع پر تحقیق کا بیڑا اٹھایا اور پی ایچ ڈی کا مبسوط مقالہ تحریر کیا جس کا ایک حصہ "برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں علما کا کردار 'بیسویں صدی میں" کے عنوان سے قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت کے زیر اہتمام ۱۹۸۵ء میں شائع ہو چکا ہے ۔اس میں بیسویں صدی کے ابتدائی چالیس سالہ دور کا احاطہ کیا گیا ہے ۔ زیر نظر کتاب میں ۱۹۴۰ تا ۱۹۴۷ کے ہنگامہ خیز اور فیصلہ کن عہد سیاست پر قلم اٹھایا گیا ہے ۔ فاضل مصنف کی ایک اور کتاب میں برعظیم میں اسلامی سلطنت کے قیام سے تشکیل کانگریس تک (۱۲۰۶ - ۱۸۸۵) کے دور میں علما کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ اس طرح انھوں نے اس موضوع پر بڑے